بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۹۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم انوار

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۰/۲۵ | ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ، ۶ احسان ۱۳۵۰ ہش، ۶ جون ۱۹۷۱ء | نمبر ۱۲۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

17

اخبار احمدیہ

ربوہ ۵ احسان ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۴ احسان کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں :۔
" کل سے حضور اقدس کے بائیں پاؤں میں نقرس کی تکلیف شروع ہو گئی ہے ۔"
احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعائیں جاری رکھیں ۔

ربوہ ۵ احسان ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی رپورٹ مظہر ہے کہ سر اور کمر میں درد کی شکایت ہے ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ حضرت سیدہ ممدوحہ کو اپنے فضل سے کامل صحت عطا فرمائے آمین ۔

ربوہ ۵ احسان ۔ کل بروز جمعہ مسجد مبارک ربوہ میں نماز جمعہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت محترم مولٰنا ابوالعطاء صاحب فاضل نے پڑھائی خطبہ جمعہ میں آپ نے تعلیم القرآن کے سلسلے میں مرکز میں منعقد ہونے والی تربیتی کلاسوں کی اہمیت واضح فرمائی اور بتایا کہ کس طرح ان کلاسوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اس ضمن میں آپ نے مقامی اور بیرونی جماعتوں کے احباب اور عہدیداروں کو خاص طور پر یہ تحریک فرمائی کہ نظارت اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) کے زیر اہتمام جو مرکزی فضل عمر درس القرآن کلاس ۵ جولائی سے ۵ اگست ۱۹۷۱ء تک ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے اس میں زیادہ سے زیادہ جماعتوں کے موزوں نمائندگان کو شامل ہونا چاہیئے تاکہ اس کلاس کے اجراء کی جو حقیقی غرض ہے اسے پورا کیا جا سکے ۔

برائے واقفین زندگی طلباء

جن طلباء نے اپنی زندگی خدمت دین کیلئے وقف کی ہوئی ہے یا اب زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں اور وہ اس سال میٹرک ، ایف اے ، بی اے اور ایم اے وغیرہ کے امتحان دے چکے ہیں یا دے رہے ہیں وہ اپنے مکمل پتہ سے دفتر وکالت دیوان کو اطلاع دیں تا ان کے وقف اور مستقبل کے پروگرام کے بارہ میں ضروری کارروائی کی جا سکے ۔
(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام

اسباب طبیعہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے

جو مشکل کسی تدبیر سے بھی حل نہ ہوتی ہو اللہ تعالیٰ دُعا کے ذریعہ اُسے آسان کر دیتا ہے

" میں اپنے ذاتی تجربہ سے دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بھی بڑھ کر ہے ۔ بلکہ اسباب طبیعہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے ۔"

" کرامت کیا چیز ہے ؟ مومن کی دعا ہے جو قبول ہو کر ایک نہایت مشکل اور بعید از عقل کام کو پورا کر دیتی ہے اور تمام خلقت کو ایک حیرت میں ڈالتی ہے پھر کیونکر کہا جائے کہ دُعا قبول نہیں ہوتی ۔ نادان ہے وہ شخص جو ایسا خیال کرتا ہے ۔ بیوقوف ہے وہ فلسفی جو ایسا سمجھتا ہے ۔"

" دعا کرتے وقت بے دلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہیئے اور جلدی ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہیئے بلکہ اس وقت تک نہیں ہٹنا چاہیئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے ۔ جو لوگ تھک جاتے اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں ۔ کیونکہ یہ محروم رہ جانے کی نشانی ہے ۔ میرے نزدیک دُعا بہت عمدہ چیز ہے ۔ اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں ۔ خیالی بات نہیں کہ جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو ۔ اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ اُسے آسان کر دیتا ہے ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے ، بیماری سے شفا اس کے ذریعہ ملتی ہے ۔ دنیا کی تنگیاں اور مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں ۔ دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچا لیتی ہے اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی ۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے اور خدا پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے ..... بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جس کو دُعا پر ایمان ہے ۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو دیکھتا ہے اور خدا تعالےٰ کو دیکھ کر ایمان لاتا ہے کہ وہ " قادر کریم خدا ہے ۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
جلد ۷ صفحہ ۲۶۵ - ۲۶۶)

ضروری تصحیح اور معذرت

۴ احسان ۱۳۵۰ ہش (مطابق ۴ جون ۱۹۷۱ء) کے الفضل میں صفحہ ۳ پر مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر امیر و مبلغ انچارج غانا کا ایک مضمون بعنوان " نصرت بشیر سکیم کے تحت مغربی افریقہ کے ملک غانا میں مجاہدین احمدیت کی تبلیغی مساعی " شائع ہوا ہے اس کے کالم نمبر ۳ کی تیسری چوتھی سطر میں سہو کتابت کے باعث کچھ عبارت بالکل غلط شائع ہو گئی ہے جس کی وجہ سے مفہوم سراسر بدل جاتا ہے ۔ بالخصوص اس عبارت میں " پوجا " کا لفظ بالبداہت غلط ہے ۔ اصل عبارت یوں پڑھی جائے :۔
" یہاں ایک پتھر بھی ہے جس کو چوما جاتا ہے اور جس کی تعظیم کی جاتی ہے ۔ شاید کسی نے حجر اسود کی جاہلانہ تقلید میں ایسا کیا ہو ۔"
ادارہ اس افسوسناک غلطی پر جملہ احباب جماعت سے معذرت خواہ ہے اور ملتجی ہے کہ احباب مذکورہ بالا اصل عبارت کے مطابق تصحیح فرمالیں ۔ (ادارہ)

(مسعود احمد پبلشر و ایڈیٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ الفضل ربوہ
۶؍ احسان ۱۳۵۰ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ سیلاب آخر کیونکر رُکے گا؟

دارالعلوم کراچی کے ترجمان ماہنامہ "البلاغ" کے جون ۱۹۷۱ء کے شمارہ میں مدیر اعلیٰ جناب محمد تقی عثمانی کا ایک بہت اہم اور فکر انگیز مقالہ شائع ہوا ہے۔ اس آخری زمانہ میں عالم اسلام اور مسلمانوں پر چاروں طرف سے جو فتنوں کی بارشیں ہو رہی ہیں اور پھر سیاست، معیشت حتیٰ کہ انفرادی زندگی اور گھریلو ماحول میں ہر جگہ فساد کی جو کیفیت رونما ہے اِس مقالہ میں اس کے صحیح خدوخال کو نمایاں کر کے اصل صورتِ حال کی بہت درد انگیز پیرائے میں عکاسی کی گئی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے پوری ملت اسلامیہ کے غور و فکر کے لئے بنیادی اہمیت کے بعض نہایت ہی اہم سوال اٹھائے ہیں۔ یہ سوال ہمارے نزدیک اس لئے بنیادی اہمیت کے حامل ہیں کہ ان کے صحیح جواب کے ساتھ ملت اسلامیہ کا پورا مستقبل وابستہ ہے۔ ذیل میں پہلے ہم مسلمانوں کی اجتماعی اور انفرادی زندگی میں رونما ہونے والے فساد کی اصل کیفیت کو خود انہی کے الفاظ میں پیش کر کے انہی کے اٹھائے ہوئے سوالات درج کرتے ہیں

چنانچہ جناب مدیر اعلیٰ "البلاغ" رقم طراز ہیں — "اس میں شک نہیں کہ ہم ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں جس میں چاروں طرف سے ہم پر فتنوں کی بارشیں ہو رہی ہیں سیاست معیشت سے لے کر انفرادی زندگی اور گھریلو ماحول تک ہر جگہ فساد بپا ہے۔ مسلمان جہاں کہیں آباد ہیں، یا غیروں کے جور و ستم کا شکار ہیں یا آپس کی پھوٹ میں مبتلا ہیں۔ باطل کی قوتیں انہیں ہر جگہ للکار رہی ہیں اور وہ ان کے خوف و رعب سے دبتے اور پسپتے چلے جا رہے ہیں۔ اسلام ——— جو ان تمام مصائب کا واحد علاج تھا ——— عملی زندگی سے خارج ہو چکا ہے۔ دلوں میں یہ خیال جاگزیں ہو چکا ہے کہ اگر کوئی شخص اسلامی احکام پر ٹھیک ٹھیک عمل کرنا بھی چاہے تو گرد و پیش کا فساد اس کے لئے ہر قدم پر رکاوٹ بنے گا۔ بازار رشوت، سود، قمار اور سٹہ سے بھرے ہوئے ہیں۔ جھوٹ اور دھوکہ بازی کا کوئی عیب نہیں رہی۔ عریانی اور فحاشی کا یہ عالم ہے کہ نگاہوں کو جائے پناہ اور تصور کو راہ فرار نہیں ملتی۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے اور بات بات پر دوسرے کی جان لینا روزمرّہ کا معمول ہو چکا ہے۔ حلال کمائی کے راستے رفتہ رفتہ کم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور حرام اور ناجائز آمدنیوں کو شیرِ مادر سمجھ لیا گیا ہے۔ اولاد ماں باپ سے باغی ہو رہی ہے۔ اور اگر اگلے وقتوں کے کچھ لوگ دین کے احکام پر پوری طرح عمل پیرا ہونا چاہتے بھی ہیں تو نئی نسل پر قابو پانے کا راستہ سمجھ میں نہیں آتا۔ قدم قدم پر شر و فساد کے محرکات ہیں جو اس نوجوان نسل کو گمراہی اور بے راہ روی پر آمادہ کر رہے ہیں نشر و اشاعت کے تمام ذرائع اور تفریح و ثقافت کے نام پر بداخلاقی کے تمام طریقے اس کے دل سے کھرچ کھرچ کر خدا کا خوف اور آخرت کی فکر مٹا رہے ہیں اور اب اللہ رسولؐ کا نام تک اس کے لئے اجنبی ہوتا جا رہا ہے۔ یہی نسل رفتہ رفتہ آگے بڑھ کر ملک و قوم کی باگ ڈور سنبھال رہی ہے۔ یہ نوجوان نسل آج بھی اپنے ان بزرگوں کو کم از کم بے وقوف ضرور سمجھتی ہے جن کے فکر و عمل کی فہرست میں خدا، رسولؐ اور آخرت نام کی کوئی چیز ہوا کرتی تھی۔ کل جب ملت کی کشتی کا کھیون ہار اس کے سوا کوئی نہیں ہو گا تو اس وقت یہ کیا کیا گل کھلائے گی؟ آج اس کا تصور بھی شاید ہمارے لئے مشکل ہو۔" (البلاغ جون ۷۱ء ص۲)

زوال و انحطاط اور شر و فساد کی یہ کیفیت جس کا نہایت درد انگیز نقشہ جناب مدیر اعلیٰ "البلاغ" نے مندرجہ بالا الفاظ میں کھینچا ہے۔ کسی ایک ملک یا قوم کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ قریب قریب ہر مسلمان ملک اور قوم کی یہی حالت ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ سب مسلمان ملکوں میں معاشرہ ایک ہی قسم کے مفاسد کا شکار ہے اور ایک ہی قسم کے امراض اسے اندر ہی اندر گھُن کی طرح کھا رہے ہیں۔

اس درد انگیز صورتِ حال کا نقشہ کھینچنے کے بعد مدیر اعلیٰ موصوف نے امت مسلمہ کے ایسے باشعور افراد (جو اپنے سینوں میں درد مند دل رکھتے ہیں) کے غور و فکر اور سوچ بچار کے لئے بعض بنیادی اہمیت کے سوال اٹھائے ہیں۔ وہ سوال خود انہی کے الفاظ میں یہ ہیں:-

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ کیوں ہو رہا ہے؟ ایسے حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ گمراہی کا یہ بڑھتا ہوا سیلاب آخر کیونکر رُکے گا؟ اسے کون اور کس طرح روک سکتا ہے؟ — یہ سوالات ہیں جنہوں نے آج ہر مسلمان کو پریشان کیا ہوا ہے۔ اور اب یہ پریشانی بھی رفتہ رفتہ مایوسی میں تبدیل ہونے لگی ہے" (ایضاً)

یقیناً یہ سوال بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہم سطور بالا میں عرض کر چکے ہیں ان سوالوں کے صحیح جواب کے ساتھ پوری امتِ مسلمہ اور اس کی وساطت سے پوری انسانیت کا مستقبل وابستہ ہے۔ ہر درد مند مسلمان کا ان سوالوں کے صحیح جواب کے لئے پریشان ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ اور صحیح جواب نہ ملنے یا صحیح جواب کو خاطر میں نہ لا کر اندھیروں میں بھٹکنے اور راہ نجات نظر نہ آنے کی صورت میں اس پریشانی کا رفتہ رفتہ مایوسی میں تبدیل ہونا بھی ایک ناگزیر امر ہے۔ لیکن ان سوالوں کا صحیح جواب معلوم کرنے سے قبل لازماً بعض اور سوال بھی ذہن میں ابھرتے ہیں اور وہ سوال مذکورہ بالا سوالات سے بھی زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ کیونکہ اِن سوالوں کے صحیح جواب کے بغیر مذکورہ بالا سوالات لاینحل ہی رہیں گے اور نگاہیں راہ نجات کے لئے بدستور بھٹکتی رہیں گی۔ وہ بظاہر ضمنی لیکن فی الاصل انتہائی بنیادی اہمیت کے سوال یہ ہیں:-

کیا زوال و انحطاط اور فساد و بگاڑ کی یہ کیفیت نعوذ باللہ خدائے علیم و خبیر کے علم کے بغیر ہی رونما ہوئی ہے؟ اور اگر یہ سب کچھ پہلے ہی سے اس کے علم میں تھا اور یقیناً تھا کیونکہ اُس علّام الغیوب کے احاطہ علم سے کوئی چیز باہر ہو ہی نہیں سکتی تو کیا اُس نے اسلام ایسے دین کامل کو جس کے ساتھ قیامت تک کے لئے پوری نوعِ انسان کی حقیقی نجات وابستہ ہے بعض قدرتی عوامل کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے اور اس امر سے نعوذ باللہ یکسر بے تعلق اور لاپرواہ ہو گیا ہے کہ اس کے پیرو غلط راہوں پر گامزن ہو کر اپنی انفرادیت کو گنوا بیٹھیں اور اُسی طرح صفحہ ہستی سے نابود ہو جائیں جس طرح ماضی میں بعض مختص القوم اور مختص الزمان انبیاء کی امتیں صفحہ ہستی سے نابود ہوتی رہی ہیں؟ اور اگر اُس نے ایسا نہیں کیا اور یقیناً وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتا تو پھر اُس نے اسلام اور امت مسلمہ کو بچانے اور دنیا میں اسے پھر غلبہ بخشنے کا اپنی طرف سے کیا انتظام کیا ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کے رونما ہونے کے متعلق کوئی پیشگوئی نہیں فرمائی تھی۔ اور ان سے راہ نجات کی کسی آسمانی سکیم سے مطلع نہیں فرمایا تھا؟ اگر دیکھا جائے تو یہ سوال "البلاغ" کے اٹھائے ہوئے سوالوں سے بھی زیادہ اہم ہیں۔ ان سوالوں کا صحیح جواب معلوم ہو جائے تو "البلاغ" کے اٹھائے ہوئے سوالوں کا جواب از خود اس میں آجاتا ہے۔ چنانچہ آئندہ شمارہ میں ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی رو سے ان سوالوں کا جواب واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز وباللہ التوفیق

جہنم میں لے جانے والا علم

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے فرض قرار دیا ہے لیکن ساتھ ہی خبردار بھی فرمایا ہے کہ اگر علم بُری نیت اور بُرے ارادے کے ماتحت حاصل کیا جائے تو ایسا علم انسان کے لئے وبالِ جان بن جاتا ہے اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنانے کا موجب بنتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حصولِ علم کے تعلق میں بری نیت اور بُرے ارادے سے کیا مراد ہے؟ سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ
بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِيَ
بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ
بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ
أَدْخَلَهُ النَّارَ

یعنی جو کوئی اس خیال سے علم پڑھے کہ میں عالموں کے برابر ہو جاؤں گا یا جاہلوں میں فساد ڈالوں گا یا لوگوں کو اپنی طرف پھیر دوں گا۔ اس کو خدا جہنم میں داخل کرے گا۔

دراصل نیت کے فساد سے نیک عمل بھی گناہ میں تبدیل ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اگر علم حصولِ معرفت، دین کی خدمت اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی نیت سے حاصل کیا جائے تو ایسا علم سراسر رحمت کا موجب ہے اور اگر علم شہرت طلبی، فتنہ انگیزی اور خود پسندی کی نیت سے حاصل کیا جائے تو ایسا علم انسان کے لئے رحمت کا نہیں لعنت اور عذاب کا موجب بن جاتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے اس علم کی جو انسان کے لئے رحمت کا موجب ثابت ہوتا ہے ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ اس کے نتیجہ میں انسان میں خشیت اور عاجزی پیدا ہوتی ہے نہ کہ شیخی و رعونت جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر آیت ۲۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

تقریر مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف بر موقعہ جلسہ سالانہ

(۶)

فراست اور معاملات کا سلجھانا

فراست

اصابت رائے ایسے اوصاف ہیں جو مذہبی یا سیاسی رہنما کے قیمتی جوہر ہیں۔ پھر یہ کہ اگر کوئی الجھن پیدا ہو جائے تو فی تدبیر کس طور اسے حل کرتا ہے۔ مشکلات اور مسائل کے منجدھار سے وہ قوم کی کشتی کو کسی طرح پار لگاتا ہے اس نقطۂ نظر سے اگر ہم حضرت ابوبکر کی سیرت کا مطالعہ کریں تو میزان میں ان کا وزن بہت بھاری ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود بڑے پایہ کے صحابی تھے انکا علمی پایہ بہت بلند ہے وہ فرماتے ہیں:۔

اَحْسَنُ النَّاسِ فِرَاسَۃً ثَلَاثَۃٌ الْعَزِیْزُ حِیْنَ تَفَرَّسَ فِیْ یُوْسُفَ فَقَالَ عَسٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا وَبِنْتُ شُعَیْبٍ حِیْنَ قَالَتْ لِاَبِیْھَا فِیْ مُوْسٰی اسْتَاْجِرْہُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ وَاَبُوْبَکْرٍ حِیْنَ اسْتَخْلَفَ عُمَرَ۔

(تفسیر قرطبی تفسیر سورہ یوسف)

لوگوں میں سے تین آدمیوں کی فراست سب سے بہتر رہی۔ عزیز مصر کی جب اس نے اپنی بیوی کو یوسف کے متعلق کہا شاید وہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور شعیب کی بیٹی کی فراست کہ جب اس نے اپنے باپ کو موسیٰ کے متعلق کہا کہ انہیں اجرت پر رکھ لے وہ قوی اور امین ہے۔ اور ابوبکرؓ کی فراست کہ انہوں نے عمرؓ کو خلیفہ نامزد کیا

معاملات کو سلجھانے کے سلسلہ میں سب سے اولین مسئلہ خلافت کا ہے حضور کی وفات کی وجہ سے صحابہ مارے غم کے دیوانہ ہو گئے تھے اگر حسانؓ کی آنکھ کی پتلی نہ رہی تھی تو ابوبکرؓ کے لئے بھی دنیا اندھیر ہوگئی۔ آج حضرت ابوبکر کی عزیز ترین متاع دنیا میں نہ رہی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے ان کی وفات کی وجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی ہی تھی۔ (حیات الحیوان الکبریٰ ص۔۔)

اس غم و اندوہ کے عالم میں ان کو یہ خبر ملتی ہے کہ سقیفہ بنو ساعدہ میں لوگ جمع ہیں اور یہ مطالبہ ہو رہا ہے کہ وہ امیر ہوں ایک انصار میں سے ایک مہاجرین میں۔

. . . .

. . . . سے اگر خدانخواستہ یہ ہو جاتا تو نہ صرف یہ کہ انصار اور مہاجرین میں مستقل کشمکش رہتی انصار کے دو طاقتور قبیلے اوس اور خزرج میں سے بھی کوئی ایک دوسرے کی اطاعت نہ کرتا اور وحدت ملی کا شیرازہ منتشر ہو جاتا۔ نعوذ باللہ سب کئے کرائے پر پانی پھر جاتا۔ حضرت ابوبکرؓ نے سنا تو آپ اور عمرؓ اس طرف روانہ ہوئے۔ عمرؓ کہتے ہیں میں نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اپنے ذہن میں ایک خاکہ تیار کیا اور مجھے اس پر بڑا ناز تھا لیکن جب ابوبکرؓ نے وہاں بات شروع کی تو آپ نے بلیغ ترین انسان کی طرح کلام کیا فتکلم ابلغ الناس۔ آپ کے دلائل کی صحت اور تاثیر سے بفضل اللہ مسلمان پھر ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے (بخاری) اور دشمنوں کی تمام جھوٹی خوشیاں پامال ہو گئیں۔ اور اسلام کا قافلہ پھر اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہو گیا۔

شجاعت

نہ سچا مومن بزدل ہوتا ہے نہ بزدل قوم کا حقیقی رہنما ہو سکتا ہے

توحید پر سچا ایمان انسان کو شجاعت نصیب کرتا ہے۔ سیدنا حضرت ابوبکرؓ کے متعلق حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اِنَّ الصِّدِّیْقَ اَشْجَعُ الصَّحَابَۃِ (مستدرک حاکم ۳/۶۴) کہ صدیق اکبر سب سے زیادہ بہادر صحابی تھے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا

اِنْ اسْتَخْلَفُوْہُ تَجِدُوْہُ قَوِیًّا فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ ضَعِیْفًا فِیْ جَسَدِہٖ

(مستدرک حاکم ۳/۶۶)

اگر میں ابوبکرؓ کو نامزد کروں تو تم اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے نافذ کرنے میں قوی پاؤ گے اگرچہ وہ جسم کے ضعیف ہیں۔

آپ نے خلیفہ ہوتے ہی جو پہلا خطبہ دیا۔ اس میں فرمایا تھا۔

اِنَّ اَقْوَاکُمْ عِنْدِیْ الضَّعِیْفُ حَتّٰی اٰخُذَ لَہٗ بِحَقِّہٖ وَاِنَّ اَضْعَفَکُمْ عِنْدِیْ الْقَوِیُّ حَتّٰی اٰخُذَ مِنْہُ الْحَقَّ (طبقات کبیر ۳/۱۲۹)

کہ تم میں سب سے زیادہ طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ اس سے لوگوں کا حق دلاؤں کہ تمہارا کمزور ترین میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ میں اس سے دوسرے کا حق واپس دلاؤں

علامہ دمیری آپ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

وَکَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَبِیْرَ الشَّانِ زَاھِدًا خَاشِعًا اَوَّاھًا حَلِیْمًا وَقُوْرًا شُجَاعًا صَابِرًا رَءُوْفًا عَدِیْمَ النَّظِیْرِ فِی الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ۔

(حیات الحیوان الکبریٰ ص۔۔)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عظیم الشان انسان تھے۔ آپ زاہد، خشوع خضوع رکھنے والے رحیم، بردبار، صاحب وقار، شجاع، صابر، بہت شفقت کرنیوالے اور تمام صحابہ میں بے نظیر تھے۔

آپ کے متعلق لکھا ہے آپ تمام غزوات میں شریک رہے اور ہر جنگ میں آپ نبی اکرم صلعم کے ساتھ ہوتے اور جنگ کا سارا زور حضور کے ارد گرد ہی ہوتا احد کے دن جب اسلامی صفوں میں ابتری پھیلی آپ آنحضرت صلعم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے (طبقات کبیر ۳/۱۲۶)

علامہ سیوطی اپنی کتاب تاریخ الخلفاء (حضرت ابوبکر کی شجاعت کے تحت لکھتے ہیں) بزار نے اپنی مسند میں لکھا ہے حضرت علیؓ نے سوال کیا سب سے زیادہ شجاع صحابہ میں سے کون ہے اور پھر خود ہی فرمایا ابوبکرؓ اور بیان کیا کہ بدر کے دن جب ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جھونپڑی بنائی اب سوال ہوا حضور کے پاس کون رہے تو ابوبکرؓ نے ہی حامی بھری اور تلوار بے نیام کر کے حضور کی حفاظت کے لئے مامور ہوئے جو بھی حضورؐ کا قصد کرتا وہ اس سے نپٹ لیتے۔ پس اَشْجَعُ النَّاسِ اَبُوْبَکْرٍ تھے ص۲۹

اس کے بعد حضرت علیؓ وہ واقعہ بیان کرتے ہیں جو مضمون میں پہلے بیان ہو چکا ہے جب کفار نے حضور کو زد و کوب کرنا شروع کیا اور ابوبکرؓ آڑے آئے۔

مہابھارت کی جنگ میں جب کورو اور پانڈو کا لشکر آمنے سامنے ہوا جو بہادر ارجن نے اپنے ہاتھ سے بان (کمان) رکھ دیا کہ میں اپنے بھائیوں پر تیر کیسے چلا سکتا ہوں تب ارجن کو کرشن جی مہاراج نے سمجھایا بے شک ارجن سورما تھا۔ لیکن اپنے بھائی بندوں کیلئے تلوار بے نیام کرنا دل گردے کا کام ہے۔ جنگ بدر کا واقعہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبدالرحمان اس دن کفر کی طرف سے لڑنے کے لئے آئے تھے جب وہ مسلمان ہو گئے۔ تو انہوں نے بیان کیا۔

لَقَدْ اَھْدَفْتَ لِیْ یَوْمَ بَدْرٍ فَانْصَرَفْتُ عَنْکَ وَلَمْ اَقْتُلْکَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ لٰکِنَّکَ لَوْ اَھْدَفْتَ لِیْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْکَ

(تاریخ الخلفاء للسیوطی ص۳۱)

ابا آپ میری زد میں آئے تھے لیکن میں نے آپ پر وار نہ کیا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بیٹا اگر تو میری زد میں اس دن آجاتا تو میں تجھے نہ چھوڑتا۔

یہ ہے حقیقی شجاعت کہ اگر کوئی خدا کے دین کے آڑے آتا ہے تو پھر اس روک کو ہٹانا ہوگا۔ خواہ دل جگر نوحہ کناں ہو۔

سیدنا ابوبکرؓ کی شجاعت کا عدیم المثال مظاہرہ حضورؐ کی وفات کے بعد ہوا جب بادیہ نشینوں نے ارتداد کی راہ اختیار کی حضور کی وفات کا صدمہ ابھی تازہ تھا کہ انہوں نے یہ کہنا شروع کیا ہم کوئی زکوٰۃ ادا نہیں کرینگے یہ نعرہ نظام کو تباہ و برباد کرنے کے مترادف تھا۔ مامور کی وفات کے بعد ایسے خیالات رکھنے والے سر اٹھایا کرتے ہیں اور رجعت قہقری کرنا چاہتے ہیں یہ فتنہ اس قدر مہیب تھا کہ مدینہ پر حملہ کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس فتنہ کے متعلق فرماتی ہیں:۔

لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَاشْرَأَبَّ النِّفَاقُ نَزَلَ بِاَبِیْ مَا لَوْ نَزَلَ عَلَی الْجِبَالِ الرَّاسِیَاتِ لَھَاضَھَا۔ (حیات الحیوان الکبریٰ)

جب حضور صلعم کا وصال ہوا عرب میں ارتداد کی لہر اٹھی۔ نفاق نے سر نکالا اور میرے باپ پر وہ مصیبت آئی کہ اگر پہاڑ پر وہ مصیبت نازل ہوتی تو اس کو کچل کر رکھ دیتی۔

اس وقت ۶۱ سالہ بوڑھے نے جو غم سے نڈھال تھا تلوار سونت لی اور فرمایا اگر ایک رسی زکوٰۃ کا بھی یہ روکیں گے میں ان سے جنگ کروں گا ایک روایت میں عقال کے الفاظ یعنی رسہ بھی آئے ہیں وہ عمرؓ جن کی تلوار ہر وقت بے نیام رہتی تھی کہ آؤ میرا راستہ کون روکتا ہے؟ انہوں نے کہا ابوبکرؓ نرمی کیجئے۔ انہیں الفت دے

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:۔

اَجَبَّارٌ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَخَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ یَا عُمَرُ اِنَّہٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ وَتَمَّ الدِّیْنُ اَیَنْقُصُ وَاَنَا حَیٌّ ثُمَّ خَرَجَ لِقِتَالِہِمْ (حیات الحیوان الکبریٰ ص۔۔)

جاہلیت میں بہادر اور اسلام میں بزدل عمر وحی منقطع ہو گئی اور دین مکمل ہو گیا میرے جیتے جی دین میں کمی کی جائے گی۔ یہ کہا اور جہاد کے لئے چل پڑے۔

سیدنا ابوبکرؓ تلوار بے نیام کر کے سواری پر سوار ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سواری کی نکیل تھام لی اور عرض کی:۔

شِمْ سَیْفَکَ لَا تَفْجَعْنَا بِنَفْسِکَ
فَوَاللّٰہِ اِنْ اُصِبْنَا بِکَ لَا یَکُوْنُ الْاِسْلَامُ
بَعْدَکَ نِظَامٌ (کتاب الحیوان کبریٰ ۱۲۳)

تلوار نیام میں کیجئے خدا نہ کرے آپ کی جان کو کچھ ہو گیا تو اسلام کا نام درہم برہم ہو جائیگا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت راشدہ میں جو فتنے اٹھیں گے وہ ناکام ہوں گے سو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابوبکرؓ کی دعاؤں اور عزم کی بدولت فتنوں کی یہ پرآشوب آندھیاں جاتی رہیں۔ ابو رجاء عطاردی روایت کرتے ہیں۔ فتنہ کے فرو ہونے کے بعد میں مدینہ میں آیا دیکھا لوگ ایک آدمی کے گرد اکٹھے ہیں۔ ایک آدمی اس کا سر چومتا ہے اور کہتا ہے۔

نَفْسِیْ فِدَاکَ وَاللّٰہِ لَوْلَا اَنْتَ
لَھَلَکْنَا (حیات الحیوان الکبریٰ ۱۲۸)

میں تجھ پر فدا اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہلاک ہو جاتے چومنے والے حضرت عمرؓ تھے جو حضرت ابوبکرؓ کا سر چوم رہے تھے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب موافقِ خلافت کسی پہناتا ہے تو حق اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ دین کو تمکنت نصیب ہوتی ہے اور خوف بدل با من فتنہ ارتداد کے فرو ہونے کے بعد رومی سلطنت سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوا۔ یرموک میں اجنادین کے مقام پر وہ مشہور معرکہ ہوا جس میں ایک لاکھ کے لشکر کفار کو مسلمانوں نے شکست فاش دی۔ اس میں حضرت عکرمہؓ اور ان کے دونوں لڑکے اور ضرارؓ شہید ہوئے۔ عکرمہؓ کے جسم پر اسی (۸۰) سے اوپر زخم شمار کئے گئے تھے۔ یہیں تین چار سو مسلمانوں نے اس بے جگری سے حملہ کیا تھا کہ سب زخمی ہوئے لیکن میدان جنگ کا پانسہ پلٹ دیا ایک لاکھ کے لشکر کو تینتالیس ہزار مسلمانوں نے تہس نہس کر دیا یہیں عکرمہؓ نے وہ ایمان افروز جواب دیا تھا جب کسی نے انتہائی بے جگری سے اقدام کرنے پر کہا تھا اپنی جان کا بھی خیال رکھو۔

كُنْتُ اُجَاهِدُ بِنَفْسِيْ عَنِ اللَّاتِ
وَالْعُزّٰى فَاَبْذُلُهَا اَفَاَسْتَبْقِيْهَا
الْآنَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لَا وَاللّٰهِ اَبَدًا
(اسد الغابہ ۴/۵)

میں نے لات و عزیٰ کی خاطر کبھی جان کو نہ بچایا۔ آج اللہ اور رسول کی خاطر جہاد کا موقعہ ملا تو اس کو بچا رکھوں۔

اور یہیں حارث بن ہشام عکرمہ اور عیاش بن ربیعہ نے میدان جنگ میں وہ ایثار دکھایا تھا کہ ایک دوسرے کی طرف پانی کا پیالہ لے جانے کے لئے کہتے رہے اور تینوں نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی اور پانی کوئی بھی نہ پی سکا۔ (ابن سعد ۴/۸)

توحید سے پیار

اسلام کا سب سے پہلا درس خدا کی توحید کا اقرار تھا۔ اس کائنات کا خالق و مالک وہ یگانہ خدا ہے۔ نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں اس کے سوا ہر چیز کو فنا ہے اسے کوئی زوال نہیں وہ سب طاقتوں کا مالک ہے اس عقیدہ نے قرون اولیٰ میں مسلمانوں کو وحدت فکر اور بے پناہ قوت عمل عطا کی تھی وہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو توحید اور تکبیر کے نعروں سے لرزہ براندام کر دیتے تھے۔ سیدنا حضرت ابوبکرؓ نے اس بارہ میں امت کو جو سبق دیا وہ رہتی دنیا تک دہرائے جانے کے قابل ہے۔ حبیب کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے آپ پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ آپ کے سب سے محبوب آقا ہادی برحق خدا کو پیارے ہو گئے آپ کو جب خبر ملی تو حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف لائے۔ حضورؐ کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا اور کہا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ کی قسم وفات پا گئے اور کہا ہائے نبی اور جھک کر پیشانی پر بوسہ دیا پھر سر اٹھایا اور کہا ہائے دوست رخصت ہوئے پھر سر جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا پھر سیدھے ہوئے اور کہا۔

آہ خدا کے برگزیدہ پھر نیچے جھکے اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ پھر چہرہ مبارک کپڑے سے ڈھانک دیا اور کہا آپ کی زندگی کیا اچھی تھی اور موت بھی کیا اچھی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے کہا

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ وَاللّٰہِ لَا
یَجْمَعُ اللّٰہُ عَلَیْکَ مَوْتَتَیْنِ اَمَّا
الْمَوْتَۃُ الَّتِیْ کُتِبَتْ عَلَیْکَ
فَقَدْ مِتَّہَا۔ (بخاری)

میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ کی قسم اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا وہ موت جو مقدر تھی ہو گئی۔ لیکن آپ کے مشن پر موت کبھی نہیں ہو گی۔

اس کے بعد باہر تشریف لائے جہاں حضرت عمرؓ تلوار لہرا رہے تھے اور کہتے تھے جو کہے گا حضورؐ وفات پا گئے ہیں میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ فرمایا اجلس علی رسلک یا عمر۔ عمر ٹھہر جاؤ۔

اَمَّا بَعْدُ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ
یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ
وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ
اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ قَالَ اللّٰہُ
وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ۔ (بخاری)

جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمدؐ فوت ہو چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ خدا زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ نے فرمایا ہے محمدؐ ایک رسول ہیں۔ آپ سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔

سبحان اللہ ابوبکرؓ نے کیا توحید کا درس دیا اور یہ الفاظ ابوبکرؓ ہی کہہ سکتے تھے۔ خدا ہمیشہ رہنے والی ہستی ہے ہمیشہ رہے نام اللہ کا۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ اس کے بعد غم آپ کی جان کو گھلاتا رہا۔ لیکن آپ اسلامی کارواں کو آگے بڑھاتے گئے۔ اپنے محبوب کی یاد میں چند اشعار کہے فرماتے ہیں۔

فَلَیْتَ الْحَیَاۃَ بِفَقْدِ الْحَبِیْبِ
وَزَیْنِ الْمَعَاشِرِ فِی الْمَشْہَدِ
فَلَیْتَ الْمَمَاتَ لَنَا کُلِّنَا
وَکُنَّا جَمِیْعًا مَعَ الْمُہْتَدِیْ

محبوب کی جدائی کے بعد اب زندگی کیسی اور اس کا کیا مزہ۔ اے کاش ہم سب مر جاتے اور اپنے آقا کے ساتھ ہی ہوتے۔

اَعَتِیْقُ وَیْحَکَ اِنَّ حِبَّکَ قَدْ ثَوٰی
وَبَقِیْتَ مُنْفَرِدًا وَاَنْتَ حَسِیْرٌ
یَا لَیْتَنِیْ مِنْ قَبْلِ مَہْلِکِ صَاحِبِیْ
غُیِّبْتُ فِیْ جَدَثٍ عَلَیَّ صُخُوْرٌ

اے عتیق ہائے افسوس تیرا محبوب قبر میں اور تو اکیلا حسرت زدہ آہیں بھر رہا ہے۔ اے کاش میں ان سے پہلے مر جاتا اور مٹی کے نیچے قبر میں ہوتا۔

لَیْتَ الْقِیَامَۃَ قَامَتْ بَعْدَ مَہْلِکِہٖ
وَلَا نَرٰی بَعْدَہٗ مَالًا وَلَا وَلَدًا
کَمْ لِیْ بَعْدَکَ مِنْ ہَمٍّ یُنَصِّبُنِیْ
اِذَا تَذَکَّرْتُ اِنِّیْ لَا اَرَاکَ اَبَدًا
(ابن سعد ۱۳۵/۳)

اے کاش تیری وفات کے بعد قیامت آجاتی اور ہم تیرے بعد مال و اولاد کو دیکھ نہ پاتے تیرے بعد میں جب یہ سوچتا ہوں کہ اب آپ کو دیکھ نہ سکوں گا۔ تو مجھے کتنا غم پہنچتا ہے۔

عشق قرآن

قرآن خدائے لم یزل کی آخری کتاب ہے وہ کامل شریعت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے نازل فرمایا۔ ایک عاشق قرآن اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں "قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے..."

خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔
اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ
(کشتی نوح)

کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں
آپ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

دل بے خبر خدمت فرقان کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

یہ پہلے گذر چکا ہے کہ سیدنا حضرت ابوبکرؓ قرآن کی تلاوت کے وقت مجسم رقت ہوتے اور آپ کو روتا دیکھ کر راہ چلتے لوگ کھڑے ہو جاتے۔ راوی کہتے ہیں مشرکین نے ابن الدغنہ سے اپنی پناہ واپس لینے کو کہا تھا آپ کے عشق قرآن کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔ قرب وفات حضرت عائشہؓ آپ کے پاس بیٹھی تھیں۔ ام المومنینؓ نے یہ شعر پڑھا۔

لَعَمْرُکَ مَا یُغْنِی الثَّرَاءُ عَنِ الْفَتٰی
اِذَا حَشْرَجَتْ یَوْمًا وَضَاقَ بِہَا الصَّدْرُ

تیری عمر کی قسم دولت نوجوان کو اس وقت کوئی فائدہ نہ دے گی جب سانس اکھڑے گا اور دم واپس ہو گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے سنا تو فرمایا بیٹی ایک اور روایت میں ہے ام المومنینؓ قرآن کی یہ آیت پڑھو۔

وَجَاءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ
ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْہُ تَحِیْدُ (طبقات کبیر ۱۹۷/۳)

اور تاریخ نے اس امر کو محفوظ کیا ہے کہ قرآن مجید کو جمع کرنے والے حضرت ابوبکرؓ ہی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں حفاظ کے سینوں نے اسے محفوظ کیا ہوا تھا اور کچھ لوگوں نے اپنے اپنے طور پر مختلف چیزوں پر اس کے متفرق ٹکڑے لکھے ہوئے تھے۔ جب جنگ یمامہ میں قراء شہید ہوئے تو حضرت عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا قرآن جمع کیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ اسی طرح حفاظ شہید ہوتے رہیں اور قرآن کا بہت سا حصہ ان کے سینوں میں ان کے ساتھ ہی دفن ہو جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پہلے تو یہ عذر کیا کہ جس کام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا میں کیوں کروں۔ جب حضرت عمرؓ نے اس کی افادیت اور ضرورت بیان کی اور آپ کو اس معاملہ میں شرح صدر ہو گیا تو آپ نے حضرت زید بن ثابت کو بلا کر ان کے سپرد یہ کام کیا چنانچہ یہ مصحف ابوبکرؓ کہلایا۔ آپ کی وفات تک آپ کے پاس رہا۔ پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو ان کے پاس تھا۔ پھر ان کی وفات کے بعد حضرت حفصہؓ کے پاس آیا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اپنے ایام خلافت میں حضرت حفصہؓ سے کر اس کی نقلیں زید بن ثابت عبداللہ بن زبیر۔ سعد بن عاص۔ اور عبدالرحمان بن حارث بن ہشام سے کروا کر دیار و امصار میں بھجوا دیں۔ (طبقات کبیر ۱۹۷/۳) (باقی)

درخواست دعا

• میرے چھوٹے بھائی کرنل احمد ملک ایم ایس سی۔ پی ایچ۔ ڈی کرنے کے لئے [illegible] کو امریکہ روانہ ہو گئے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ سے ان کی کامیابی کی دعا کریں۔

منصور احمد ملک
۸ ٹمپل روڈ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ امتحان واقفین بعد ریٹائرمنٹ

سال دوم

واقفین بعد ریٹائرمنٹ کے سال دوم کا امتحانی پرچہ مرتب کر کے نظارت نے سب واقفین کو بذریعہ ڈاک ۱۱ اپریل سے قبل بھجوا دیا تھا۔ جن واقفین نے پرچہ حل کر کے واپس بھجوایا ہے ان کا نتیجہ نظارت نے جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے بعد ملاحظہ الحمد للہ تحریر فرمایا۔ نیز ارشاد فرمایا کہ جن واقفین نے ابھی تک پرچہ حل کر کے واپس نہیں بھجوایا ہے اور نہ ہی مہلت لی ہے۔ ان کو یاددہانی کروائی جائے۔ سو ایسے سب احباب سے گزارش ہے کہ وہ جلد پرچہ حل کر کے واپس بھجوائیں۔ جن واقفین کے پرچے ہم کو مل گئے ہیں۔ ان میں سے جو کامیاب ہیں ان کا نتیجہ ذیل میں شائع کیا جاتا ہے۔ کل ایک سو بیس ۱۲۰ نمبر ہیں چالیس یا اس سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے کامیاب قرار دئے گئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب واقفین کو خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد و تعلیم القرآن)

نام واقفین	نمبر حاصل کردہ
مکرم برکت اللہ صاحب ساہیوال	۱۰۹
" چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے سرگودھا	۱۰۶
" مرزا اسلم بیگ صاحب لائلپور	۹۳
" چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی	۸۹
" کیپٹن ملک خادم حسین صاحب لاہور	۸۹
" خالد محمود صاحب بھٹی لائلپور	۸۸
" مکرم بشیر احمد صاحب سیال ربوہ	۸۸
" کیپٹن ملک محمد عبد اللہ خان صاحب "	۸۶
" ملک عزیز احمد صاحب خانپور	۸۵
" شیخ عبد الرشید صاحب لاہور	۷۸
" محمد حبیب صاحب عارف راولپنڈی	۷۷
" عطاء اللہ صاحب کاٹھگڑھی	۷۶
" مسعود احمد صاحب خورشید کراچی	۷۴
" کیپٹن سید محمود احمد صاحب ٹنڈو محمد خان	۶۹
ایک صاحب جو پرچہ پر نام لکھنا بھول گئے ہیں۔	۶۸
مکرم عبد الودود صاحب طارق مظفر آباد	۶۵
محترمہ بیگم ایم اے خورشید صاحب	۶۴
لیفٹیننٹ عبد المومن صاحب کراچی	۶۲

نام واقفین	نمبر حاصل کردہ
مکرم عزیز احمد صاحب نورنگ فارم ضلع مظفر گڑھ	۶۲
لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد عبد الخالق صاحب کھاریاں	۶۱
مکرم راجہ منظور احمد صاحب لائلپور	۶۰
" رحمت علی صاحب مسلم ایم اے	۵۹
" برکت علی صاحب گجرات	۵۹
" محمد شفیع صاحب سلیم پوری [illegible]	۵۶
" محمد صدیق صاحب محمود آباد	۵۵
" کمانڈر احمد سلیم صاحب کراچی	۵۴
" ماسٹر سراج دین صاحب کھاریاں	۴۹
ایک صاحب جو اپنا نام پرچہ پر لکھنا بھول گئے ہیں	۴۹
مکرم شیخ محمد صاحب اوکاڑہ	۴۷
" محمد یوسف صاحب بقاپوری کراچی	۴۳
" ملک منظور احمد خان صاحب	۴۰
" محترمہ سیدہ ثریا حسین صاحبہ	۴۰
" ملک گل شیر خاں صاحب جوہر آباد سرگودھا	۴۲
" ضیاء الدین صاحب درشتہ ربوہ	۷۹
" افتخار علی صاحب قریشی بہاولپور	۹۰

پاکیزہ عزم

سیدنا حضرت فضل عمر المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"تم ایک ایسے آدمی کے پیچھے لگے ہوئے ہو جسے خدا نے ساری دنیا میں مسجدیں بنانے کے لئے مقرر کیا ہے"۔

اسلام کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے بیرون ممالک خصوصاً یورپین ممالک میں مساجد اسلام کا ایک امتیازی نشان سمجھا جاتا ہے۔ سو ہماری جماعت کو چاہیئے کہ لائحہ عمل تجویز فرمودہ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے مطابق تعمیر مساجد ممالک بیرون پاکستان کے فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں۔ تاکہ تمام دنیا کے چپہ چپہ سے توحید باری تعالیٰ کی آوازیں آنے لگ جائیں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

فہرست عطیہ دہندگان امداد درویشان فنڈ

ماہ مئی [illegible] میں جن اصحاب نے امداد درویشان کے فنڈ میں رقوم جمع کروائی ہیں ان کے نام شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان معطی احباب کی قربانی کو قبول فرمائے اور اپنے حضور سے انہیں اس کی بہترین جزا بخشے۔ (ناظر خدمت درویشاں)

محترمہ حمیدہ عارفہ صاحبہ اہلیہ مرزا اعظم بیگ صاحب سٹلائٹ ٹاؤن لاہور	۱۰—۰۰
مکرم محمد فیروز صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ مانگٹ اونچے	۵۰—۰۰
" محمد امین صاحب " " اوکاڑہ (بجانب لیفٹیننٹ ظفر علی صاحب)	۵—۰۰
" امیر صاحب جماعت احمدیہ گجرات	۵—۰۰
" عزیز الدین صاحب سیکرٹری مال ملتان شہر	۵—۰۰
" شیخ محمد یوسف صاحب لائلپور منجانب احباب جماعت	۱۸—۰۰
" محاسب صاحب جماعت احمدیہ راولپنڈی	۵۷—۰۰
" محمد اکرم صاحب جماعت احمدیہ گوجرانوالہ	۶—۰۰
" نذیر احمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کراچی	۱۰۳۱—۹۰
" عمر الدین صاحب " " نارووال ضلع سیالکوٹ	۲—۰۰
ایک دوست بذریعہ محترم وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ	۵۰—۰۰
مکرم شیخ دوست محمد صاحب لائلپور	۵—۵۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقریب رخصتانہ

مورخہ ۸ اپریل بوقت ۹ بجے شام برادرم محترم الحاج کرنل محمد عطاء اللہ صاحب کی کوٹھی 186 گلبرگ III لاہور پر ان کی بیٹی عزیزہ تسنیم شاہدہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ دعا کرنل صاحب موصوف نے کروائی۔ عزیزہ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۹ دسمبر ۱۹۶۵ء کو مسجد مبارک ربوہ میں گیارہ ہزار روپیہ حق مہر پر عزیزم ڈاکٹر محمد یونس ابن انصاری محمد یٰسین صاحب مرحوم آف 96 Arden street Gillingham Kent England کے ساتھ پڑھایا تھا۔ عزیزان ۱۱ مئی ۱۹۶۶ء کو بذریعہ جہاز انگلستان پہنچ گئے ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت و مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا فرماویں۔

(چوہدری محمد انعام اللہ 855 شیر شاہ روڈ۔ ملتان)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجیے۔

نور کاجل
ربوہ کا مشہور عالم تحفہ
آنکھوں کی خوبصورتی صحت و صفائی کے لئے بہترین تحفہ
مردوں عورتوں کیلئے مفید ہے قیمت [illegible]
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

بالکل نیا تحفہ
کاجل نور بصر
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
تیار کردہ
دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

ایک نیکی دو فائدے

زکوٰۃ وہ مالی عبادت ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں بار بار کیا گیا ہے۔ جہاں کہیں نماز کا حکم ہوا ہے ساتھ ہی ادائیگی زکوٰۃ کا ارشاد بھی صادر ہوا ہے۔ لہٰذا تمام ذی استطاعت احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے اموال کا محاسبہ کریں۔ اور جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ بلا توقف مرکز میں بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

زکوٰۃ ادا کرنے کے دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ اس سے یتامیٰ و مساکین اور بیوگان کی امداد ہو جاتی ہے اور دوسرے یہ کہ جن اموال سے زکوٰۃ ادا کر دی جاتی ہے بابرکت ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ روم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۔ یعنی اور جو تم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ دیتے ہو تو یاد رکھو کہ اس قسم کے لوگ خدا کے ہاں اپنے مال بڑھا رہے ہیں۔

امراء کرام و صدر صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ صاحب حیثیت احباب کو ادائیگی زکوٰۃ کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلاتے رہیں۔

(ناظر بیت المال آمد ربوہ)

ملائکہ سے فیوض حاصل کرنے کا یہ بھی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء سے مخلصانہ تعلق قائم رکھا جائے

اس سے تمہاری ہمتیں بلند ہوں گی اور تمہارے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورۃ بقرہ کی آیت وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۔ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"مفسرین نے تابوت سے مراد بنی اسرائیل کا وہ خاص صندوق لیا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کے اندر تورات کا اصل نسخہ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کے تبرکات محفوظ تھے۔ اور بنی اسرائیل سفر و حضر میں اُسے اپنے ساتھ رکھتے تھے کیونکہ وہ اسے بڑا متبرک سمجھتے تھے۔

بائیبل میں بھی اس تابوت کا ان الفاظ میں ذکر آتا ہے :۔

"وے شطیم کی لکڑی کا ایک صندوق بناویں جس کی لمبائی اڑھائی ہاتھ اور چوڑائی ڈیڑھ ہاتھ اور اونچائی ڈیڑھ ہاتھ ہووے۔" (خروج ۲۵/۱۰)

مگر تعجب ہے کہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ اس تابوت کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے مگر بائیبل بتاتی ہے کہ ایک دفعہ دشمن نے ایسا حملہ کیا کہ وہ یہ تابوت بھی اٹھا کر لے گئے۔

اگر تو یہاں تابوت سے مراد وہی تابوت ہے تو وہ اُن کے لئے کسی خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ ہی اُس سے اُن کو کوئی تسلی ہو سکتی تھی کیونکہ اس کی موجودگی میں وہ شکست کھا چکے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے اُن کو تابوت پر اس قدر یقین تھا کہ جب اُن کے سب سے بڑے کاہن کو معلوم ہوا کہ تابوت دشمنوں کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے تو وہ گر پڑا اور وہیں مر گیا۔ لیکن قرآن کریم نے جس تابوت کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق کہا ہے کہ وہ ان کے لئے تسکین کا موجب ہوگا۔ پس یہ تابوت وہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس تابوت سے یقیناً کچھ اور مراد ہے اس غرض کے لئے جب ہم لغت کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تابوت کے عام معنے تو صندوق کے اور کشتی کے ہوتے ہیں (اقرب) لیکن استعارۃً اُسے دل کے معنے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ عربی زبان میں انسانی قلب کو بَيْتُ الْحِكْمَةِ اور وِعَاءُ الْحِكْمَةِ اور صُنْدُوقُ الْحِكْمَةِ کہنے کے علاوہ تَابُوتُ الْحِكْمَةِ بھی کہتے ہیں (مفردات راغب) اسی طرح لسان العرب کا یہ حوالہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ مَا أَوْدَعْتُ تَابُوتِي شَيْئًا فَفَقَدْتُهُ میں نے اپنے تابوت یعنی دل میں کوئی ایسی بات نہیں رکھی کہ بعد میں اُسے گم کر دیا ہو۔ یعنی میں مستقل مزاج ہوں جو بات دل میں بیٹھ گئی سو بیٹھ گئی۔ اس لئے تابوت سے مراد اس جگہ دل ہی ہیں جنہیں فرشتے اٹھانے تھے اور ہمت بڑھانے تھے کیونکہ حَمَلَهُ عَلَى كَذَا کے معنے أَغْرَاهُ کے ہیں یعنی اکسانا اور جوش دلانا (اقرب) پس معنے یہ ہوئے کہ اتباع طالوت کو فرشتے قربانیوں پر آمادہ کریں گے اور اُن کی نصرت ہر شخص کے ساتھ ہوگی چنانچہ مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طالوت کا لشکر بہت ہی کم تھا۔ اور ایسے قلیل التعداد لشکر کا کثیر افواج پر غالب آنا سوائے خاص نصرت الٰہی اور ملائکہ کی تائید کے ناممکن ہے۔

ضمنی طور پر اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ سے فیوض حاصل کرنے کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء سے مخلصانہ تعلق قائم رکھا جائے اور اُن کی اطاعت کی جائے چنانچہ اس جگہ طالوت کے انتخاب میں خدائی ہاتھ کا ثبوت یہی پیش کیا گیا ہے کہ تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نئے دل ملیں گے جن میں سکینت کا نزول ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کے ملائکہ اُن دلوں کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ گویا طالوت کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں تم میں ایک تغیرِ عظیم واقع ہو جائے گا۔ تمہاری ہمتیں بلند ہو جائیں گی تمہارے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو جائے گا۔ ملائکہ تمہاری تائید کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور تمہارے دلوں میں استقامت اور قربانی کی روح پھونکتے رہیں گے۔ پس سچے خلفاء سے تعلق رکھنا ملائکہ سے تعلق پیدا کر دیتا اور انسان کو انوارِ الٰہیہ کا مہبط بنا دیتا ہے۔"

(تفسیر سورۃ بقرہ صفحہ ۵۵۹ تا ۵۷۱)

سیکرٹریان تحریک جدید اپنی بیداری کا ثبوت دیں

گزشتہ سال الفضل کے ذریعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ افریقہ کے ایمان افروز حالات سن کر مخلصین جماعت نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ ان ممالک میں تبلیغ اسلام کا کام کس قدر وسعت پذیر ہے۔ اور کام کی توسیع کے نتیجہ میں یہ امر محتاج بیان نہیں کہ ہمیں پہلے سے زیادہ قربانیاں پیش کرنا از بس ضروری ہوگا۔

اس سلسلہ میں سیکرٹری صاحبان تحریک جدید کو وقت کی نزاکت اور اس کے تقاضوں کا پورا احساس ہونا چاہیئے اور تحریک جدید کے مالی جہاد کو مستحکم سے مستحکم تر کرنے کے لئے ابھی سے کمربستہ ہو جانا چاہیئے۔ اس ضمن میں ان کی سب سے پہلی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ مقامی طور پر ایسے دوستوں کی فہرست تیار کریں جو تحریک جدید کے مالی جہاد سے محروم ہیں یا حصہ تو لے رہے ہیں مگر اپنی حیثیت سے کم حصہ لے رہے ہیں۔ ان کو مناسب رنگ میں وعظ و نصیحت کر کے معیاری قربانی کے لئے آمادہ کریں اور جو دوست مقامی طور پر اثر قبول نہ کریں ان کی فہرست دفتر ہذا کو بھجوائیں تاکہ ان کو مرکز کی طرف سے تحریک کی جا سکے۔

سیکرٹری صاحبان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دوروں کے نتیجہ میں ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور ہمیں اپنے اعمال سے بیداری کا ثبوت دینا چاہیئے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

درخواست دُعا

خاکسار کے ماموں زاد بھائی طارق احمد ابن میجر منظور احمد صاحب کا آنکھوں کا اپریشن جناح ہسپتال کراچی میں ہوا ہے۔ اپریشن بفضل تعالیٰ کامیاب رہا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں جلد از جلد کامل صحت عطا فرما دے آمین

(ملک نصیر احمد دار الرحمت وسطی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امراء اضلاع سے ضروری گذارش

جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت ۱۹۷۱ء میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ :۔

"ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالب علم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے۔"

میٹرک کا امتحان ختم ہو چکا ہے۔ امراء صاحبان اضلاع کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ضلع سے زیادہ سے زیادہ میٹرک پاس طلباء کو جامعہ احمدیہ میں بھجوائیں اگر گریجوایٹ طلباء زندگی وقف کریں تو سلسلہ کے لئے زیادہ مفید ہو سکتے ہیں۔ نیز کوشش کی جائے کہ ایسے خوشحال دوست بھی اپنے بچوں کو پیش کریں جو اپنے خرچ پر جامعہ احمدیہ میں تعلیم دلا سکیں۔ بچے نیک اور ہونہار ہوں تاکہ خوب محنت کر کے اچھے مبلغ بن سکیں۔

(وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ)

ربوہ میں ڈسٹرکٹ ہائی سکولز باسکٹ بال ٹورنامنٹ

ربوہ میں [illegible] جون … ٹ باسکٹ بال ٹورنامنٹ منعقد ہو رہا ہے۔ جس … ڈویژن کے ہائی سکولوں ک… لے رہی ہیں۔ میچ ہر روز ص… تک اور شام ۵ بجے سے … کریں گے۔

(ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہا… سکول ربوہ)

6366
مکرم سید ظہور احمد شاہ صاحب
منیجر زرعی ترقیاتی بنک آف پاکستان
8/185 دہا ٹیٹ ہاؤس مظفر گڑھ